حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کو کچھ دن والدہ (حضرت آمنہؓ) نے دُودھ پلایا۔

پھر ایک ملازمہ نے بھی حضوؐر صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کو دودھ پلایا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کو حضرت حلیمہؓ کے سپُرد کر دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم بچپن میں حضرت حلیمہؓ کے بیٹے کے ساتھ بکریاں بھی چَراتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کو اپنے دودھ شریک بہن بھائیوں سے محبّت تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم چار برَس کے ہوئے تو حلیمہؓ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کو اپنے گاؤں سے واپس لائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم چھَے برَس کے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کی امّاں جان (حضرت آمنہؓ) بھی فوت ہو گئیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کے دادا جان نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کو پالا۔

دادا جان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم اپنے چچا جان کے پاس رہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم) اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔

قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کی تعریف فرمائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کے دادا نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کا نام "محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم" رکھّا۔

"محمد" (صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم) کا مطلب ہے جس کی بہت تعریف کی گئی ہو۔

صرف اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق مان لینا ہی اسلام نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کو اللہ کا رسول ماننا بھی ضروری ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

اُسی کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں۔

یہ باتیں ہمیں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مُبارک عادتوں کو سب سے اچھّا فرمایا ہے۔

ہمیں حُکم دیا گیا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مُحبّت کریں۔

جتنی مُحبت ہمیں اپنے ماں باپ سے ہے، اس سے بھی زیادہ محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ہونی چاہیے۔

اپنے بہن بھائیوں سے بھی زیادہ مُحبّت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کریں گے تو ہم مومن ہیں۔

ہم مومن ہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مُحبّت ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قریباً ایک ماہ کے تھے کہ حضرت حلیمہؓ انھیں اپنے قبیلے میں لے گئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو سال کے ہوئے تو وہ آپ کو واپس مکہ لائیں۔

اُن دنوں مکہ میں بیماری پھیلی ہوئی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اماں جان (حضرت آمنہؓ) کی اجازت سے حلیمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دوبارہ اپنے ہاں لے گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عُمرِ مُبارک چار سال ہُوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکّہ مکرّمہ واپس لایا گیا۔

چھے سال کی عُمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمّی جان کے ساتھ پہلی مرتبہ مدینہ مُنوّرہ آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچپن ہی میں ہمیشہ سچ بولتے تھے۔

لڑائی جھگڑے سے دُور رہتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم اُونچی آواز سے بات نہیں فرماتے تھے۔

خُوشی کی بات ہوتی تو آہستہ سے مُسکرا دیتے۔

گلیوں بازاروں سے گزرتے ہوئے نظریں جُھکائے رکھتے تھے۔

ہر ایک کی عزّت کرتے اور لوگوں سے اَدَب سے پیش آتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم وقت کی پابندی فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم لوگوں کے کام آتے تھے۔

کوئی شخص مُصیبت میں ہوتا تو اس کی مَدد فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم نے بچپن کا کچھ وقت حضرت حلیمہؓ کے پاس گُزرا۔

دو سال آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم اَمّی جان کے پاس رہے۔

پھر دادا جان اور چچا جان کی شَفقت میں رہے۔

حضرت حلیمہؓ کے قبیلے میں بھی، اور مکّہ کے لوگوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کی پیاری پیاری اداؤں اور اچھی عادتوں کا بہت چرچا تھا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کے ابّا جان حضرت عُبدُاللہؓ تجارت کرتے تھے۔

دادا اور پَردادا بھی تجارت کرتے تھے۔

حضرت عبداللہؓ تجارت ہی کے لیے مدینہ گئے تو وہاں فوت ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کی امّاں جان (حضرت آمِنہؓ) نے بھی پیسہ تجارت میں لگائے رکھّا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم بچّے ہی تھے کہ اپنے چچا اَبُو طَالِبْ کے ساتھ تجارتی سَفَر پر گئے۔

بعْد میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم اِس مَقْصَد کے لیے دُوسرے مُلکوں میں جاتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم تجارتی منڈیوں میں بھی تشریف لے جاتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم دوسرے تاجروں کا سامان بھی لاتے اور لے جاتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اپنا تجارتی سامان بیچنے کے لیے دوسرے لوگوں کے ہاتھ بھی بھیجتے تھے۔

دوسرے لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے لیے دوسرے ملکوں اور مَنڈیوں سے سامان خرید کر لاتے رہے۔

عربوں میں تجارت اسی طرح ہوتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا سامان لے جانے والے واپس آتے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اُن کا حال چال پُوچھتے، کبھی خُود حساب نہ مانگتے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سفر سے واپس آتے تو جن لوگوں کا سامان لے گئے تھے، انھیں اُسی وقت حساب دیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے لین دین کو دیکھ کر انھیں "صادِق" اور "امین" کہا جانے لگا۔

صادِق سچّے کو کہتے ہیں۔

امین وہ ہوتا ہے جس کے پاس دوسروں کی رقم اور سامان محفوظ ہو۔

کسی طرح کے نُقصان کا خطرہ نہ ہو۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَرَب میں بہُت سے قبیلے آباد تھے۔

ان قبیلوں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپَس میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔

یہ لڑائیاں کبھی کبھی برسوں چلتیں۔

اِن جھگڑوں کی وجہ سے بہُت سے آدمی مارے جاتے۔

اِن جھگڑوں، لڑائیوں سے تنگ آکر کُچھ لوگ مکّہ میں جمع ہوئے۔

اُنھوں نے ایک فیصلہ کیا کہ سب قبیلے آپَس میں امن کے ساتھ رہیں گے۔

کوئی کسی کے ساتھ جنگ نہیں کرے گا۔

یہ مُعاہدہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہُوا تھا۔

پھر اس مُعاہدے پر عَمَل نہیں ہُوا۔

قبیلے آپس کی لڑائی کو ختم نہ کر سکے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بیس سال کے ہُوئے تو دوبارہ اِس فیصلے پر عُمَل کی بات ہُوئی۔

اِس بار حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے چچا حضرت زُبیرؓ نے لوگوں کو ایک جگہ اِکٹھا کیا۔

طے پایا کہ پہلے جو فیصلہ کیا گیا تھا' اس پر عُمَل کیا جائے۔

اِس بار ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بھی اِس فیصلے میں شامل تھے۔

اس فیصلے پر عُمَل تو عربوں نے بعد میں بھی نہ کیا۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرمایا کرتے تھے کہ میں اِس فیصلے کے حق میں ہُوں۔

اور اگر آیندہ بھی لڑائی جھگڑے ختم کرنے کا کوئی فیصلہ ہو تو میں اس کے ساتھ ہُوں۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ہمیشہ اَمن کے لیے کام کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ساری کوششیں مُحبّت کو عام کرنے کے لیے کیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ایک قریبی عزیزہ حضرت خدیجہؓ تھیں۔

صفیہؓ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بہت پیاری پھُوپھی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی یہ پھُوپھی حضرت خدیجہؓ کی بھابھی تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیمؓ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے دوست تھے۔

حضرت خدیجہؓ بیوہ تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کی۔

اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ۲۵ برس کے تھے۔

حضرت خدیجہؓ کی عُمر چالیس سال بتائی جاتی ہے۔

وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے بڑی تھیں۔

حضرت خدیجہؓ مُسلمانوں کی ماں ہیں۔

یہ رشتہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔

قرآنِ مجید میں ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیویاں مُسلمانوں کی مائیں ہیں۔

حضرت اِبراہیمؑ کے سوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساری اولاد اِنھی سے ہوئی۔

سب سے پہلے اِیمان لانے والی بھی یہی تھیں۔

حضرت خدیجہؓ ۲۵ برس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہیں۔

انھوں نے اِسلام کی بہت خِدمت کی۔

انھوں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا۔

جس سال ہماری ماں حضرت خدیجہؓ فوت ہوئیں، اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے "غم کا سال" فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں دفن کرنے سے پہلے خود قبرؒ میں اُترے۔

ان کی وفات کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی فرماتے تھے۔

اُن کی سہیلیوں کی بھی عزّت فرماتے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عُمر مُبارک اُس وقت ۳۵ سال تھی۔

بارِش کے پانی نے کعبہ کی دِیوار کو نُقصان پہنچایا، دِیوار دوبارہ بنائی جانے لگی۔

مکّہ کے تمام قبیلے اِس کام میں شریک تھے۔

کعبہ سب کے لیے اِحترام کے قابِل تھا۔

تمام قبیلوں کے لوگ پتّھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے۔

حَجَرِ اَسْوَدْ کعبہ شریف کے ایک کونے میں رکھّا جاتا ہے۔

حَجَر کا مطلب پتّھر ہے اور اَسْوَدْ عربی زبان میں کالے کو کہتے ہیں۔

حجرِ اسود کالے رنگ کا پتھر ہے۔

کعبہ کا طواف کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ اسے چُومیں۔

کسی وجہ سے چُوم نہ سکیں تو دُور سے سلام کریں۔

جب حجرِ اسود دِیوار میں لگایا جانے لگا تو ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ عزّت اُسے ملے۔

عرب قبیلے ذرا ذرا سی بات پر لڑ پڑتے تھے۔
حجرِ اسود رکھنے کا مُعاملہ تو بہُت بڑا تھا۔
جھگڑا بڑھ گیا۔
اتنے میں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں آ گئے۔

سب بول اٹھے: امین آ گئے ہیں۔ ان سے فیصلہ کروا لو۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چادر پھیلا دی۔
اس پر یہ مُبارک پتھّر رکھ دیا۔
سب قبیلوں کے سرداروں سے فرمایا کہ چادر کے کونے پکڑ کر اُوپر اُٹھاؤ۔
یہی ہُوا۔
پتھر دیوار کے برابر پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے خُود اُٹھا کر دیوار میں لگا دیا۔
جھگڑا نمٹ گیا۔
سب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف کرنے لگے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے پیارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔
یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عُمر چالیس سال ہو گئی۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حِرا نامی غار میں جا کر "اللہ اللہ" کرتے رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کئی کئی دِن وہاں رہتے۔
ایک دن اللہ کا بھیجا ہوا فرِشتہ وہاں آیا۔
اس نے اللہ کا کلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچایا۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے گھر آئے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کو بتایا۔
حضرت خدیجہؓ کو کوئی شک نہیں ہُوا۔

ہماری ماں بولیں:

آپ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک فرماتے ہیں'

آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں'

یتیموں' غریبوں کی مدد فرماتے ہیں'

مہمانوں کی خاطر کرتے ہیں'

کسی مصیبت میں پھنسنے والوں کو مصیبت سے نکالتے ہیں'

اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے۔

حضرت خدیجہؓ اللہ کے ایک ہونے پر ایمان لے آئیں۔

انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول مانا۔

وہ پندرہ برس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔

انھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے ہونے کا یقین تھا۔

سب سے پہلے اُنھی کو معلوم ہُوا کہ اللہ کا کلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ہے۔

وہ سب سے پہلی مسلمان ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ایک پہاڑی پر جمع کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اچھی عادتوں کی وجہ سے سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر آ اکٹھے ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اگر میں تمھیں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے دشمن تم پر حملہ کرنے آ رہا ہے تو کیا تم مان لو گے۔

سب بولے:

آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

آپ چالیس سال سے زیادہ عرصے سے ہم میں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی ایک لفظ بھی کبھی جھوٹ نہیں نِکلا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کچھ فرمائیں گے، ہم مانیں گے۔

اس پر ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

تو سنو! اللہ ایک ہے،

عِبادت کے لائق وہی ہے،

میں اس کا بھیجا ہوا آیا ہوں تاکہ تمھیں سیدھی راہ دِکھاؤں۔

یہ سُن کر کافِر غُصّے میں آ گئے۔

سب سے بڑے سچ کو ماننا اُنھیں پسند نہیں آیا۔ وہ اپنے باپ دادا کا رستہ چھوڑنے پر تیّار نہ ہُوئے۔

اس اِکٹھ میں سے کسی ایک نے بھی اِسلام قبول نہیں کِیا۔

حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثؓ تو گھر کے آدمی تھے۔

یہ پہلے ہی مُسلمان ہو چکے تھے۔

خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیوی، علیؓ چچا زاد بھائی اور زیدؓ غلام تھے۔

باقی لوگوں میں سے کوئی بھی سچ کو اُس وقت نہ مانا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی نبوّت کا اِعلان فرمایا،

اللہ کے ایک ہونے کی بات کی،

بُتوں کے خدا ہونے کو جھٹلایا،

تو سب کافر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مُخالِف ہو گئے۔

کافروں نے کئی بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیفیں پُہنچائیں۔

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ میں کانٹے بِچھا دیے جاتے تھے۔

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بُرا بھلا کہا جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مٹّی اور کُوڑا بھی پھینکا جاتا رہا۔

ایک بار ایک کافِر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گردن میں کپڑا ڈال کر اِس زور سے کھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گر گئے۔

جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر اِیمان لے آئے۔
نیکی اور سلامتی کی راہ پر چلنے لگے،

اُن پر بھی کافر ظُلم کرنے لگے۔

کسی کو تپتی ہُوئی ریت پر لِٹایا جاتا۔

کِسی کو پتھّروں کو گھسیٹا جاتا۔

کسی کو آگ پر لِٹایا جاتا۔

کِسی کو مار پِیٹ کر لہُولہان کر دیا جاتا۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم خُود یہ تکلیفیں برداشت کرتے رہے اور اُف نہ کی۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو ماننے والے یہ ظُلم سہتے رہے لیکن اِسلام کی راہ سے نہ ہٹے۔

حضرت بِلالؓ مار کھا کھا کر، تکلیفیں سَہ سَہ کر بے ہوش ہو جاتے۔

مگر ہوش میں آتے ہی اللہ، اللہ کہنے لگتے۔

حضرت عمّارؓ اور اُن کے گھر والوں پر بہت زیادہ ظُلم کیے گئے۔

ان کی والدہ کو دو ٹکڑے کر دیا گیا۔

یہ اِسلام کی پہلی شہید خاتون تھیں۔

اسی طرح باقی لوگ بھی ظُلم کا شِکار ہوئے۔

مگر ان قربانیوں نے اِسلام کو پھیلانے میں مدد دی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت حمزہؓ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے چچا تھے۔

حضرت حمزہؓ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی طرح ثُوَیبہؓ کا دودھ پیا تھا۔

اِس طرح وہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔

ہم عُمر تھے، اس لیے دوست بھی تھے۔

باقی سب لوگ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خِدمت میں حاضِر ہو کر اِیمان لانے کا اعلان کرتے رہے۔

مگر حضرت حمزہؓ نے اَبُوجَہْل کے پاس جا کر یہ اعلان کِیا۔

ابو جہل اِسلام اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا سب سے بڑا مُخالِف تھا۔

ایک بار اُس نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو بُرا بھلا کہا۔

حضرت حمزہؓ شِکار پر گئے ہُوئے تھے۔

واپس آئے تو کسی نے بتایا کہ اُبُوجَہل نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو گالیاں دی ہیں۔
حمزہؓ گھر نہیں گئے۔
سیدھے ابوجہل کے پاس پہنچے۔
اُس کے سر پر چوٹ لگائی تو سر پھٹ گیا۔
کہنے لگے۔ تم کیا سمجھتے ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اکیلے ہیں۔
آج سے میں بھی مُسلمان ہوں۔
حضرت حمزہؓ مدینہ میں ہونے والی اُحُد کی جنگ میں شہید ہوئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُن کی شہادت کا بہت دُکھ ہُوا۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ۷۲ مرتبہ اُن کا جنازہ پڑھا۔
حضرت حمزہؓ جب تک ایمان نہیں لائے تھے'
جنگوں میں لوہے کا لباس پہنتے تھے۔
مُسلمان ہونے کے بعد کبھی ایسا نہیں کِیا۔
کِسی نے وجہ پوچھی۔
فرمایا۔ پہلے میں موت سے ڈرتا تھا۔ اب اللہ کی راہ میں جان دینا چاہتا ہوں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی:
یا اللہ! اِسلام کی مَدد کے لیے عُمَرؓ کو سیدھی راہ دِکھا!
اللہ تعالیٰ نے دُعا کو قبول فرمالیا۔
ہُوا یہ کہ عُمَرؓ (اللہ معاف کرے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے چلے۔
راستے میں کوئی مُلاقاتی مِلا۔
اُس نے اُن کا ارادہ پوچھا اور کہا' پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔
تمھاری بہن اور بہنوئی مُسلمان ہو چکے ہیں۔
عُمَرؓ غُصّے میں بہن کے ہاں پہنچے۔
وہ قرآن شریف کی آیتیں پڑھ رہی تھیں۔
عُمَرؓ نے اُنھیں مارا پیٹا۔

بہنوئی سامنے آئے تو اُن کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا۔
لیکن جب بہن کے کہنے پر کچھ آیتیں سُنیں اور بہن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں کچھ باتیں سُنیں تو دِل بدل گیا۔
اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خِدمت میں حاضر ہو گئے۔

اور اِیمان لے آئے۔
رضی اللہ عنہ۔
اُس وقت تک مُسلمان گھروں میں خُدا کی عِبادت کرتے تھے۔
حضرت عمرؓ نے کعبہ شریف میں نماز ادا کرنے کی تجویز دی۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ تجویز منظور فرمائی۔
سب مُسلمان خانہ کعبہ پہنچے اور وہاں نماز ادا کی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مکّہ کے کافروں نے مُسلمانوں کو تنگ کرنے کا ہر طریقہ اِستعمال کیا۔
اُنھوں نے اِسلام کی تبلیغ کی راہ میں روڑے اٹکائے۔
ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھ لیا کہ اب فوری طور پر مکّہ کے کافر اِسلام نہیں لائیں گے۔
پھر اِسلام کو مکّہ سے باہر بھی پھیلانا تھا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اِجازت دی۔
وہاں امن تھا۔
حبشہ کا عیسائی بادشاہ ایک اچّھا آدمی تھا۔
وہاں تبلیغ کی جا سکتی تھی۔
مسلمان حبشہ کی طرف دو بار گئے۔
دونوں مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیاری بیٹی رقیہؓ حبشہ گئیں۔

اُن کے ساتھ اُن کے شوہر حضرت عُثمانؓ نے بھی حبشہ کو ہجرت کی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ کے نام خط لکھا۔

مکّہ کے کافروں نے دیکھا کہ مسلمان حبشہ میں آرام سے ہیں۔

وہ وہاں اِسلام بھی پھیلا رہے ہیں۔

کافروں نے بادشاہ کے پاس اپنے آدمی بھیجے۔

انھوں نے مسلمانوں کے خِلاف باتیں کیں۔

لیکن مسلمانوں میں سے حضرت علیؓ کے بڑے بھائی جعفرؓ نے اُن باتوں کا جواب دیا۔

حبشہ کے بادشاہ نے کافروں کی ایک نہ سُنی۔

وہ بے عزّت ہو کر مکّہ کو واپس لَوٹ گئے۔

بعْد میں حبشہ کا بادشاہ بھی مُسلمان ہو گیا۔

یہ پہلا بادشاہ تھا جو اِیمان لایا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

اِسلام مکّہ میں پھیلتا جا رہا تھا۔

لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر اِیمان لاتے جا رہے تھے۔

یہ بات کافروں کو بہت پریشان کر رہی تھی۔

اُنھوں نے مُخالِفت تیز کر دی۔

مسلمانوں کو زیادہ تکلیفیں پہنچانے لگے۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خِلاف زیادہ سازِشیں کی جانے لگیں۔

حضرت ابو طالبؓ نے قبیلے کے لوگوں کو جمع کیا۔ اور اُنھیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حمایت پر تیّار کیا۔

یہ دیکھ کر کافروں نے فیصلہ کیا کہ پورے قبیلے سے لین دین بند کر دیا جائے۔

سب کافر قبیلے اِس فیصلے پر جمع ہو گئے۔
انھوں نے اِس مقصد کے لیے ایک تحریر لکھی۔
سب نے اُس پر دستخط کیے۔
اس کاغذ کو کعبہ شریف میں لٹکا دِیا گیا۔
کافروں کا یہ رُوَیّہ اڑھائی تین سال جاری رہا۔
پھر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو بتایا کہ کافروں کی لکھی ہوئی تحریر کو دِیمک کھا گئی ہے۔
حضرت ابو طالبؓ نے سب کافِر سرداروں کو اکٹھا کر کے یہ اِطّلاع دی۔
دیکھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دی ہوئی خَبَر سچّی نکلی۔
کافروں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے چچا حضرت ابُو طالِب نے زندگی بھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ساتھ دیا۔
جب سارے لوگ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خِلاف تھے'
آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اذیت دیتے تھے'
آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مخالفت کرتے تھے'
حضرت ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مُدَدگار رہے۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کی تو چچا جان نے نِکاح پڑھایا۔
چچا جان نے مختلف موقعوں پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی شان میں شِعْر کہے۔
جب بھی کافِروں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو تکلیف پہنچانے کا اِرادہ دیا' چچا جان حِفاظت کے لیے آ گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہؓ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ خُوب نبھایا۔

اپنا سارا مال حضرت خدیجہؓ نے اِسلام کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دے دیا۔

وہ ہر موقعے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کے ایک ہونے کا اِعلان کیا، اپنے نبی ہونے کا اِعلان کیا،

تو سب سے پہلے جو ہستی ایمان لائی، وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

اِسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے چچا جان اور اپنی بیگم کے فوت ہونے پر بہت دُکھ ہوا۔

جس سال یہ دونوں ہستیاں فوت ہوئیں، اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے "غم کا سال" فرمایا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تجارتی منڈیوں میں تجارت بھی کرتے اور لوگوں کو اِسلام کی طرف بھی بُلاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسرے شہروں اور ملکوں میں اپنا اور دوسروں کا تجارت کا سامان لے جاتے تو ساتھ ساتھ لوگوں کو دِین کی دعوت بھی دیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زیدؓ کو ساتھ لیا۔

مختلف قبیلوں کو اللہ کے ایک ہونے اور عبادت کے لائق ہونے کی تبلیغ کرتے چلے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِسی طرح طائف پہنچے۔

طائف ایک پہاڑی مقام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔

انھیں بتایا کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کرو۔

انھیں بتایا کہ میں اللہ کا بھیجا ہُوا آیا ہُوں،

میری بات مان لو گے تو اچھّے رہو گے۔

کافروں کو یہ باتیں پسند نہ آئیں۔

انھوں نے لڑکوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے لگا دیا۔

لڑکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بُرا بھلا کہتے تھے۔

پتّھر بھی مارتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرِ مبارک سے بہنے والا خون پاؤں تک پہنچ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک باغ میں تھوڑی دیر آرام فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس فرشتہ بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ پیغام بھیجا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہیں تو طائف والوں پر پہاڑ اُلٹ دیے جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس پر تیّار نہ ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی:

یا اللہ! انھیں ہدایت دے۔ یہ ناسمجھ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تکلیف اٹھا کر، زخم سہ کر اور گالیاں کھا کر بھی دشمنوں کا بھلا چاہا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایک رات جبرئیل علیہ السّلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس دن اپنی چچا زاد بہن کے ہاں تھے۔

جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلایا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رات کے ایک حصے میں پہلے مسجدِ اَقصیٰ پہنچایا گیا۔

یہ مسجد آج کل یہودیوں کے قبضے میں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہُوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

اِسی ملاقات میں نماز فرض ہُوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو دینا تھا، دیا۔

اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو باتیں کرنا تھیں، کیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جنّت دِکھائی گئی۔
جنّت، جہاں اچھّے اچھّے کام کرنے والے جائیں گے۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوزخ کو دیکھا۔
بُرے کام کرنے والوں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔
ماں باپ اور استادوں کا حکم ماننے والے جنّت میں جائیں گے۔
اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دِکھا کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو واپس بھیج دِیا۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا، میں یہ سب کچھ رات کے ایک تھوڑے سے حصّے میں دیکھ آیا ہوں۔
کافر کہنے لگے، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُنھیں مسجدِ اقصٰی کی نِشانیاں بتا دیں۔
آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے راستے میں جو قافلہ دیکھا تھا، اس کے مُتعلّق بتا دِیا۔
کافر حیران رہ گئے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باہر سے مکّہ شریف آنے والوں میں بھی تبلیغ فرماتے تھے۔
حج کے دِنوں میں زیادہ لوگ مکّہ آتے تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُن کو اِسلام کی دعوت دیتے۔
نبوّت کے گیارھویں سال مدینہ سے چھے آدمی حج کے لیے آئے۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انھیں بتایا کہ اللہ ایک ہے۔
اسی کی عِبادت کرنی چاہیے۔
آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انھیں اِسلام کی باتیں بتائیں۔
آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انھیں قرآن کی آیتیں سنائیں۔
اُن چھے آدمیوں میں سے ایک نے کہا:
ہم نے پرانی کِتابوں میں پڑھا ہے کہ آخر میں جو نبی آئیں گے، وہ ایسی ہی باتیں کریں گے۔

مجھے تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہی نبی لگتے ہیں۔

اُن صاحب کا نام اَسعدؓ تھا۔

وہ چھے آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آئے۔

یہ مدینہ پاک کے پہلے آدمی تھے جو مسلمان ہُوئے۔

اگلے سال حج کے موقع پر ان میں سے پانچ آدمی مکّہ پہنچے۔

ایک صاحب نہ آسکے۔

مگر ان کے ساتھ سات اور آدمی بھی آئے، جنھوں نے اِسلام قبول کرلیا۔

ان کے کہنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ سے ایک صحابیؓ کو مدینہ بھیج دیا:

انھوں نے وہاں تبلیغ کی۔

اس سے اگلے سال ۷۰ سے زیادہ مدینہ سے آئے اور اِیمان لائے۔

انھوں نے درخواست کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ چھوڑ کر مدینہ آجائیں۔

اسی کے بعد مکہ سے مدینہ شریف کو ہجرت کی گئی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تبلیغ سے لوگ مسلمان ہو رہے تھے۔

کافروں کو یہ اچّھا نہ لگتا تھا۔

وہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع نہ چھوڑتے۔

مکّہ مکرّمہ میں صحابہؓ کو تنگ کیا جارہا تھا۔

آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مکّہ سے چلے جانے کا حُکم دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے مدینہ شریف کی طَرَف چلے جائیں۔

اس سے پہلے مدینہ شریف کے مسلمانوں نے دعوت دی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ اُن کے پاس آجائیں۔

جب زیادہ تر صحابہؓ چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خُود بھی چلے۔

آپؐ مکہ کے قریب تین دن ایک غار میں ٹھہرے۔

یہ غار، ثَور نامی پہاڑ کے اوپر ہے۔
حضرت صِدّیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔
کافر ڈھونڈتے رہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انھیں نہیں ملے۔

تین دن بعد آپؐ حضرت صدیقؓ کے ساتھ غار سے نکلے اور مدینہ کو چل پڑے۔
آپؐ مدینہ پہنچے تو وہاں پہلے ہی اِنتظار ہو رہا تھا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر مدینہ کے لوگ خوش ہو گئے۔

بچّوں نے خوشی کے گیت گائے۔
بچّیاں گا رہی تھیں:
"ہم آج بہت خُوش ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے ہمسائے ہو گئے ہیں۔"
مدینہ والوں نے مکّہ سے آنے والے مسلمانوں کی مدد کی۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔
مدینہ والے آج بھی باہر سے آنے والوں کو دیکھ کر خُوش ہوتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ سے مدینہ منورہ کو چلے۔
حضرت صِدّیقؓ اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔
کافروں نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ یا مُردہ لائے گا، اُسے سَو اونٹ دیے جائیں گے۔ بہت سے کافر اِس لالچ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ڈُھونڈ رہے تھے۔
سُراقہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچ گیا۔
جب قریب پہنچا تو اُس کا گھوڑا زمین میں دَھنس گیا۔
اُسے پتا چل گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ آپؐ کی حفاظت کرتا ہے، آپؐ کو نقصان پہنچانا مشکل ہے۔
اُس نے مُعافی مانگی۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُعاف فرما دیا۔
اُس نے دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کی۔

اِس بار بھی گھوڑا آگے نہ بڑھ سکا۔

اب اس نے دِل سے مان لیا کہ وہ بُری نیّت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب نہیں جاسکے گا۔

پھر معافی مانگی۔

آپؐ نے پھر معاف فرمادیا۔

اُس نے عرض کی:

آپ مجھے لکھ دیں کہ مجھے کوئی مسلمان کچھ نہیں کہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عامرؓ سے یہ حکم لکھوایا اور خُود اُس پر مُہر لگادی۔

سُراقہ جانے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَیں دیکھ رہا ہوں کہ اِیران کے بادشاہ کے سونے جواہرات کے کنگن تمہارے ہاتھ میں ہیں۔

بعد میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب اِیران فتح ہُوا تو بادشاہ کے کنگن سُراقہ کو دیے گئے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

مکّہ فتح ہونے کے بعد سُراقہؓ مسلمان ہُوئے تھے۔

ہمارے حضور ﷺ کے اِس دنیا میں تشریف لانے سے ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے۔

یَمَن کے بادشاہ نے مدینہ پر چڑھائی کردی۔

مدینہ والوں نے یمن کے لشکر کا مُقابَلہ کیا۔

دِن میں لڑائی ہوتی'

شام کو مدینہ والے یَمَن والوں کے لیے کھانا لے آتے۔

یمن کے بادشاہ نے ان کا یہ سلوک دیکھ کر لڑنے کا اِرادہ چھوڑ دِیا۔

صُلح ہوئی۔

صُلح کی بات چیت میں ایک مدینہ والے نے یمن کے بادشاہ سے کہا:

اِس علاقے پر تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سِوا کسی کی حکومت نہیں ہوسکتی۔

بادشاہ بہت خوش ہُوا۔

اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں شعر کہے۔

بادشاہ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو یہیں رہنے کا حکم دیا۔

بادشاہ نے اُن کے لیے مکان بنوا دیے۔

اُس نے ایک مکان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بنوایا۔

سب سے بڑے عالم کو اس مکان میں ٹھہرایا۔

اسے ایک خط دیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوّت کا اِعلان فرمائیں، یہ خط ان کی خِدمت پہنچا دے۔

خط میں اُس نے لکھا:

"میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ قیامت کے دن مجھے بھول نہ جائیے گا۔"

ایک ہزار سال کے بعد یہ خط ابُو ایُّوبؓ کے پاس پہنچا۔

انھوں نے یہ خط مکّہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اُسی مکان میں ٹھہرے، جو یَمَن کے بادشاہ نے آپؐ کے لیے بنوایا تھا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف میں ابُو ایُّوب انصاریؓ کے گھر ٹھہرے۔

وہاں سے قریب ہی ایک جگہ آپؐ نے مسجد کے لیے پسند فرمائی۔

اُس جگہ کے مالک دو یتیم بچّے تھے۔

جب اُن بچوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو بہُت خُوش ہُوئے۔

وہ اپنی زمین مسجد کے لیے محض اللہ تعالیٰ کو خُوش کرنے کے لیے دینا چاہتے تھے۔

وہ زمین کی قیمت لینے پر تیّار نہ تھے۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت کے بغیر زمین نہیں لی۔

زمین کے مالکوں کو قیمت ادا کر کے اُس پر مسجد بنوانا شروع کی۔

صحابہؓ مٹّی گارا، پتھر اٹھاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان

کے ساتھ شامل رہتے۔

اِس طرح مِل جُل کر مسجد بنالی گئی۔

مسجد بنائی گئی تو کعبہ شریف کی طرف پیٹھ کر کے نماز پڑھی جاتی تھی۔

بعد میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے اِجازت دی تو مُنہ کعبہ کی طرف کیا جانے لگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِس مسجد کی تعمیر سے ہمیں دو سَبَق ملے:

مسجد کے لیے زمین قیمت دے کر لینی چاہیے۔

مسجد بنانے میں سب کو شامل ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے!

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مکّہ مکرّمہ کے مسلمان اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ مُنوّرہ چلے گئے۔

مکہ میں ان کے مکان تھے۔

ان کے جانور تھے۔

بعض لوگوں کے گھر والے تھے۔

عزیز رشتہ دار تو سبھی کے مکہ مکرمہ میں رہ گئے۔

بعضوں کو کافر رشتہ داروں نے کچھ ساتھ نہیں لے جانے دیا۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ایک مکّے والے کو ایک ایک مدینے والے کا بھائی بنادیا۔

ہجرت کرنے والے مہاجر کہلائے۔

جنھوں نے ان کی مَدد کی، انھیں اَنصار کہا گیا۔

مہاجر اور اَنصار بھائی بھائی بن گئے۔

ہر اَنصاری بھائی نے اپنا آدھا مال اپنے مہاجر بھائی کو دے دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت تو فرمائی لیکن اپنا بھائی

کسی اَنصاری کو نہیں بنایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنا بھائی قرار دیا۔

اِس طرح کی صرف ایک مثال اور ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ نے بھی ہجرت فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام زیدؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ پہنچے تھے۔

زیدؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حمزہؓ اور حضرت زیدؓ کو آپس میں بھائی بنا دیا۔

اِن دونوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک بار مکہ مکرمہ میں بھی بھائی بنایا تھا۔

بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔

ہمیں بھی اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی مَدد کرنی چاہیے۔

بھائیوں کا آپس میں جھگڑا تو ٹھیک نہیں ہوتا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ سے ۶۰ صحابہؓ کے ساتھ چلے۔

حضرت حمزہؓ کے ہاتھ میں سفید جھنڈا تھا۔

مدینہ منوّرہ سے سَو سے زیادہ کلومیٹر دُور اَبواء کا مقام ہے۔

وہاں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ حضرت آمنہؓ کی قبر مبارک ہے۔

یہ قبر ایک پہاڑی پر واقع ہے۔

پہاڑی کے قریب گاؤں ابواء ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہاں ایک قبیلے سے صُلح کی بات چیت کے لیے تشریف لائے تھے۔

مدینہ منورہ آئے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک سال سے کچھ کم دن ہُوئے تھے۔

اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو مدینہ آئے ہوئے گیارہ مہینے ہُوئے تھے۔

مدینہ منورہ کو قیامت تک کے مسلمانوں کا مرکز بننا تھا۔

مکہ کے کافروں سے خطرہ تھا۔

اِس پاک شہر کی حِفاظت ضروری تھی۔

اِس مقصد کے لیے آس پاس رہنے والے قبیلوں سے صلح صفائی ضروری تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ابْواء کے قبیلے والوں کو ایک تحریر دی۔

لکھا تھا کہ ان کی جان اور مال کو نقصان نہیں پہنچنے دیا جائے گا۔

اگر کوئی اُن پر حملہ کرے گا تو مسلمان ان کی مَدد کریں گے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم انھیں مدد کے لیے بلائیں، ان کا فرض ہو گا کہ یہ بھی مدد کو آئیں۔

مدینہ منورہ آنے کے بعد یہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا پہلا سفر مبارک تھا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کو مدینہ آئے ایک سال ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم دو سو صحابہؓ کو ساتھ لے کر ایک اور قبیلے سے صُلح کی بات چیت کرنے بواط کی طرف گئے۔

سفید رنگ کا جھنڈا حضرت سَعْدؓ کے ہاتھ میں دیا گیا۔

ایسے سفروں سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم آس پاس کے قبیلوں کو مِل جُل کر رہنے کا طریقہ بتاتے۔

اِس طرح مسلمان اِرد گِرد کے علاقے سے واقف بھی ہو جاتے۔

یہ اندازہ بھی ہو جاتا کہ دشمن مدینہ پر کِس طَرَف سے حملہ کر سکتا ہے،

دشمن کے حملے سے بچنے کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے۔

ایسے سفر کسی دُشمن پر حملے کے لیے نہیں، مدینہ منورہ کی حفاظت کا اِنتظام کرنے کے لیے کیے گئے۔

بواط کے قبیلے کے ساتھ مُعاہدہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس مدینہ شریف تشریف لے گئے۔

ایک ماہ کے بعد سُمندر کے کِنارے رہنے والوں کی طرف سُفر کیا گیا۔

اِس مرتبہ سفید جھنڈا حضرت حمزہؓ کو دِیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ڈیڑھ دو سو آدمی تھے۔

پانچ مہینے اور گزرے تو پھر دو قبیلوں کی طرف سفر کیا گیا۔

ان دونوں قبیلوں کے ساتھ بھی صلح کے مُعاہدے کیے گئے۔

اِن قبیلوں کے ساتھ جو لِکھت پڑھت ہوئی، وہ کِتابوں میں محفُوظ ہے۔

اِس طرح کے سفروں اور اِن میں کیے گئے معاہدوں سے مدینہ منورہ کی حِفاظت کا اِنتظام ہو گیا۔

اِس سے علاقے کے سب لوگ امن سے رہنے لگے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدینہ شریف سے قریب ایک جگہ مسلمانوں کے جانور رکھے گئے تھے۔

تھوڑے سے کافر مکّہ سے چلے اور اس جگہ آ پہنچے۔

اُنھوں نے رکھوالی کرنے والے حضرت زرؓ کو شہید کر دیا۔

دَرَخت کاٹ ڈالے۔

جھاڑیوں کو آگ لگا دی۔

اور وہاں موجود جانوروں کو لے چلے۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتا چلا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ۷۰ صحابہؓ کے ساتھ کافروں کا پیچھا کیا۔

کافروں کو پتا چلا کہ مسلمان پیچھے آ رہے ہیں تو جانور چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ صحابہ جانور لے کر واپس مدینہ چلیں۔

کافروں کا اور پیچھا نہ کیا جائے۔

یہ سب سے پہلی شرارت تھی جو مکّہ کے کافروں نے کی۔

مسلمانوں نے اُنھیں اب تک کچھ نہیں کہا تھا۔

لیکن وہ جانتے تھے کہ مسلمان ایک طاقت بن رہے ہیں۔

مسلمانوں کو یہ بتانے کے لیے حملہ کیا گیا کہ وہ مکہ سے اتنے دور جا کر بھی محفوظ نہیں۔

کافر جب چاہیں، اُنھیں نُقصان پہنچا سکتے ہیں۔

مگر جب مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی میں اُن کا پیچھا کیا تو پتا چلا کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اتنا آسان بھی نہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِسلام اور کُفر کی پہلی لڑائی بَدر کے مَقام پر ہُوئی۔

یہ مقام مدینہ سے قریب ہے، مکّہ سے بہُت دُور ہے۔

مکہ کے کافر ایک ہزار سے زیادہ تھے۔

اُن کے پاس جنگ کا سامان اور ہتھیار بہت تھے۔

مسلمان جب یہاں پہنچے تو کافر بھی پہنچ چکے تھے۔

اِس سے بات صاف ہو جاتی ہے کہ مسلمان کوئی تجارتی قافلہ لُوٹنے نہیں آئے تھے۔

انھیں تو معلوم ہُوا تھا کہ مکہ والے مدینہ پر چڑھائی کرنے آ رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مسلمان راستے ہی میں کافروں سے جا ٹکرائے۔

مسلمان صرف ۳۰۵ تھے۔

آٹھ صحابہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف کام سونپ رکھّے تھے۔

اِس لیے وہ لڑائی میں شریک نہیں تھے۔
مگر اُنھیں جنگ میں شامل ہی قرار دیا گیا۔
اس طرح کُل تعداد ۳۱۳ ہو گئی۔
لڑائی شروع ہُوئی۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مُٹّھی بھر کنکر کافروں کے لشکر کی طرف پھینکے۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا، کنکروں کی یہ مُٹّھی اللہ نے پھینکی تھی۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے صحابہؓ سے فرمادیا کہ فتح ہماری ہو گی۔
یہی ہُوا۔
۷۰ کافر مارے گئے۔ اتنے ہی قیدی بنے۔
مَرنے والے کافروں میں اَبُوجَہْل بھی تھا۔
ابوجہل مکہ کے کافروں کا سَردار تھا۔
تین دن بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو واپس مدینہ شریف چلنے کا حُکم دیا۔
قیدی بھی ساتھ تھے۔
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی تھی۔

صلی اللہ علیہ وسلم

بدْر کے مقام پر اِسلام اور کُفر کے درمیان پہلی جنگ ہوئی۔
اِس لڑائی میں مسلمان بچّوں کا جوش دیکھنے کا قابِل تھا۔
دو بھائی اَبُوجَہْل کو مار ڈالنے کی نیّت لے کر جنگ میں شریک ہوئے۔
اور انھوں نے اسے قتل کر کے ہی دَم لیا۔
ایک اور بچّہ جو چھوٹا سا تھا
جنگ میں حصہ لینے کے قابِل نہ تھا۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اسے اجازت نہ دی تو وہ رونے لگا۔
اس کے شوق سے مجبور ہو کر آخر حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اسے کافروں سے لڑنے کی اجازت دے دی۔
بچّہ خوش ہو گیا۔
لڑائی میں بہادُری دکھائی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔

دو بھائی اِس جنگ میں حصہ لینے آئے تو اُن کی عمر دیکھ کر انھیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِجازت نہ دی۔

ایک نے کہا میں تیر چلانے کا ماہر ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کا اِمتحان لیا'

وہ کامیاب ہوگیا تو اسے اجازت دے دی۔

دوسرا بھائی بولا:

میں اپنے بھائی سے زیادہ طاقت وَر ہوں' آپ کُشتی لڑا کے دیکھ لیں۔

اس نے بھائی کو کُشتی میں ہَرایا تو اُسے بھی جنگ میں شریک کیا گیا۔

اِسلام اور کُفر کی پہلی لڑائی میں بچّوں نے شوق سے حصّہ لیا۔

اِس جنگ کی فتح میں بچّوں کا بھی حصّہ تھا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اِطّلاع ملی کہ دو قبیلے ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں۔

ان کی نیّت یہ ہے کہ مدینہ منوّرہ پر چڑھائی کریں۔

وہ جگہ جہاں یہ لوگ جمع ہو رہے تھے' مدینہ منورہ سے سوا سو کلومیٹر دُور تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدر کی لڑائی سے واپس آئے ہی تھے کہ یہ خَبَر مل گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو سو صحابہؓ کو ساتھ لے کر اُدھر چل پڑے۔

اِس مرتبہ جھنڈا حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دِیا گیا۔

تین چار دن کے سَفَر کے بعد مسلمان وہاں پہنچے۔

کافروں کو کچھ دیر پہلے مسلمانوں کے آنے کی خَبَر مل چکی تھی۔

اس لیے وہ بھاگ گئے تھے۔

وہ جلدی میں بھاگے' اس لیے بہت سے اُونٹ پیچھے چھوڑ گئے۔

مسلمانوں کو وہاں سے ۵۰۰ 'اُونٹ ملے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر سپاہی کو دو اونٹ عطا فرمائے۔

ایک سو اونٹ بچ گئے' وہ غریب مسلمانوں کے لیے جمع کر لیے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن وہاں رہے۔ جب کوئی کافر نہ ملا تو واپس تشریف لائے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسلمان مدینہ منوّرہ آ کر بھی مسجدِ اقصیٰ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ مسلمان کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھا کریں۔

کعبہ مسلمانوں کا قبلہ بن جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ ظُہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔

یہی خیال آپ کے ذہن میں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش پُوری کر دیا کرتا ہے۔

کچھ دیر ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی۔

فوراً جبریئل علیہ السّلام آ گئے۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام آیا:

"ہم آپ کا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔

آپ جس قِبلے کی طرف چاہتے ہیں، ہم اُسی طرف آپ کو پھیر دیں گے۔

آپ ابھی اپنا منہ کعبہ کی طرف کر لیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسی وقت اللہ کے حُکم کو مانا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا مُنہ اپنے پیچھے کھڑے صحابہؓ کی طرف کر لیا۔

صحابہؓ چل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے آ گئے اور صفیں باندھ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات مان لی۔

اب قیامت تک مسلمان کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز ادا کرتے رہیں گے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

بدر کی لڑائی میں بہت سے کافر مارے گئے۔

بہت سے کافر قیدی بنے۔

مکّہ کے کافروں کا سردار اَبُوجَہل بھی قتل ہُوا۔

اَبُوجَہل کے بعد اَبُوسُفیان قُریش کا سردار بنا۔

اس نے اِعلان کیا کہ جب تک بدر میں مَرنے والوں کا بدلہ نہیں لے لیتا، آرام سے نہیں بیٹھے گا۔

یہ حوصلہ تو نہیں ہُوا کہ مدینہ منوّرہ پر چڑھ دوڑے۔

اُونٹوں پر سوار دو سو آدمیوں کے ساتھ مکّہ سے چلا۔

مدینہ منوّرہ سے پانچ کلومیٹر دُور ایک جگہ حملہ کیا۔

ایک مسلمان کو شہید کر دیا۔

کچھ مکانات جلا دیئے۔

اور اپنے خیال میں یہ سمجھا کہ اس کی قسم پُوری ہو گئی ہے۔

گویا اِس طرح اُس نے بدر میں مرنے والے کافروں کا بدلہ لے لیا تھا۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو پتا چلا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو ساتھ لیا اور کافروں کا پیچھا کیا۔

یوں تو کافر بڑی بہادری دِکھانے آئے تھے،

ساڑھے چار سو کلومیٹر دُور سے حملہ کیا تھا۔

مگر جب اندازہ ہُوا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا لشکر پیچھا کر رہا ہے تو بُری طرح بھاگے۔

لمبا سفر کر کے آئے تھے، اس لیے کھانے کے لیے سَتّو ساتھ لائے تھے۔

واپسی میں بھاگتے وقت سَتّوؤں کی بوریاں اُونٹوں سے گرا دیں تاکہ بوجھ کی وجہ سے رفتار کم نہ ہو۔

کافر تو ہاتھ نہ آئے، مسلمانوں کو یہ سَتّو ملے۔

اِس لیے اس کا نام ہی سَتّوؤں والی لڑائی پڑ گیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بدر کا بدلہ لینے کے لیے کافروں نے مدینہ پر چڑھائی کر دی۔

کافر مکہ سے اتنی تیّاری کے ساتھ چلے جیسے مدینہ منوّرہ میں مسلمانوں کو ختم کر دیں گے۔

اُحُد کے میدان میں لڑائی ہُوئی تو انھیں وقتی طور پر فتح بھی نظر آئی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم زخمی ہوئے لیکن اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔

جب صحابہؓ ٹوٹ پڑے تو صُورت بدل گئی۔

مسلمانوں کو مِٹا دینے کے اِرادے سے آئے ہوئے کافر سَر جُھکا کر واپس لَوٹنے پر مجبور ہوئے۔

ہاں! جاتے جاتے اَبُوسُفیان نے کہا کہ اگلے سال بدر کے مقام پر پھر ملیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ستّر صحابہؓ کے ساتھ اُن کا پیچھا بھی کیا۔

کافروں کو پتا بھی چل گیا کہ مسلمان پیچھا کر رہے ہیں مگر وہ نہ رُکے۔

جلدی جلدی واپس مکہ پہنچ گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چار پانچ دن کے بعد واپس مدینہ منورہ آ گئے۔

اگلے سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۱۵ سو صحابہؓ کو ساتھ لے کر بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔

اَبُوسُفیان دو ہزار آدمی لے کر مکّے سے چلا۔

مگر اسے پتا چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہلے سے تیّار ہو کر بدر پہنچ گئے ہیں۔

ڈر گیا اور ساتھیوں کو لے کر واپس مکہ چلا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آٹھ دن وہاں قیام فرمایا۔

لیکن کسی کو مُقابلے کی جُرأت نہ ہُوئی۔

اِصل میں مکّے کے کافروں کو اُحُد کی لڑائی مہنگی پڑی تھی۔

اب وہ یہ جان گئے تھے کہ وہ اکیلے مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہجرت کیے چار سال سے زیادہ ہو گئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتا چلا کہ ایک قبیلے کا سردار دوسرے قبیلوں کو ساتھ ملا کر مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک صحابیؓ کو یہ معلوم کرنے بھیجا کہ خبر دُرُست ہے یا نہیں۔

اُنھوں نے بتایا کہ خبر سچّی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو ساتھ لیا۔

حضرت زیدؓ کو مدینہ کا انتظام سونپا۔

اِس دفعہ ہماری دو مائیں (حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ بھی ساتھ تھیں۔

کچھ کافر مسلمانوں کے آنے کی خبر سُن کر بھاگ گئے۔

کچھ کافروں نے مقابلہ کیا۔
دس کافر اس جنگ میں مارے گئے۔
چھے سو کافر گرفتار ہوئے۔
مسلمانوں کا صرف ایک آدمی شہید ہوا۔
گرفتار ہونے والوں میں قبیلے کے سردار حارث کی بیٹی بھی تھی۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُن کا نام جُویریہؓ رکھا اور اُن سے شادی کرلی۔
شادی کی خوشی میں تمام قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔
مسلمانوں کا یہ سلوک دیکھ کر تمام قبیلہ ایمان لے آیا۔
بعد میں قبیلے کے سردار حارث بھی مسلمان ہو گئے۔
حضرت عائشہؓ نے فرمایا:
جُویریہؓ کے سوا کوئی ایسی خاتون نہیں جس کی وجہ سے سیکڑوں گھرانوں کو آزادی ملی ہو۔

صلی اللہ علیہ وسلم

ایک قبیلے کے کچھ لوگ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
انھوں نے عرض کی: قبیلے والوں کو اسلام کی باتیں بتانے کے لیے چند آدمی ہمارے ساتھ بھیجیں۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دس صحابہؓ کو اُن کے ساتھ بھیجا۔
ایک جگہ کافروں نے اُنھیں گھیر لیا۔
آٹھ صحابہؓ شہید کر دیے گئے۔
باقی دو کو مکّے کے کافروں کے سپرد کر دیا گیا۔
اُنھیں مکّے والوں نے شہید کر دیا۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ کو بہت دکھ ہوا۔

آپ دو سو صحابہؓ کو ساتھ لے کر نکلے۔

کافروں کو پہلے پتا چل گیا' اس لیے وہ پہاڑوں میں جا چھپے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو کئی گروپوں کی صورت میں اِدھر اُدھر روانہ کیا۔

جن کافروں نے تبلیغ کے لیے آئے ہُوئے صحابہؓ کو شہید کیا تھا' وہ اور اُن کے قبیلے کے لوگ کہیں نہیں ملے۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ انھوں نے صرف صحابہؓ کو شہید ہی نہیں کیا تھا'

مسلمانوں پر حملے کے لیے بھی جمع ہو رہے تھے۔

مگر اتنے بہادُر نکلے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں پہنچے تو میدان صاف تھا۔

سب بھاگ گئے تھے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اُحُد کی لڑائی کے بعد کافر سمجھ گئے کہ اب مسلمان ایک بڑی طاقت بن گئے ہیں۔

انھوں نے مسلمانوں کے خِلاف سازشیں شُروع کردیں۔

کبھی تبلیغ کے لیے صحابہؓ کو بُلوایا اور شہید کردیا۔

کبھی چُھپ کر حملہ کردیا۔

پھر انھوں نے پورے عَرَب کے قبیلوں کو جمع کر کے مدینہ منوّرہ پر حملہ کردیا۔

کافروں کی تیّاری کی خَبَر سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شہر کے گِرد خندق کھودلی تھی۔

خندق کھودنے میں صحابہؓ کے ساتھ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم شامل رہے۔

کافِر حملہ کرنے آئے تو خندق سے آگے نہ بڑھ سکے۔

انھوں نے وہیں خیمے لگالیے۔

اِس مرتبہ سارے کافر قبیلے اکٹھے ہو کر آگئے تھے۔

"حزب" گروہ کو کہتے ہیں۔

"احزاب" جمع ہے' بہت سے گروہ۔

چونکہ بہت سارے گروہ اکٹھے ہو کر حملہ کرنے آئے تھے' اِس جنگ کو جنگِ احزاب بھی کہتے ہیں۔

اِسے خندق کی وجہ سے "جنگِ خندق" بھی کہتے ہیں۔

کافروں کو کئی دن وہاں خیموں میں رہنا پڑا۔

دو تین آدمی اُدھر سے' دو تین اِدھر سے نکلے اور لڑے۔

بڑی لڑائی نہیں ہوئی۔

کافروں کا کھانے پینے کا سامان ختم ہو چلا۔

اُن کے مختلف قبیلے آپس میں جھگڑے لڑنے لگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے خیمے میں فتح کی دُعا مانگی۔

اللہ تعالیٰ نے آندھی چلا دی۔

خیمے تو خیمے' کافروں کی بھاری چیزیں بھی آندھی میں اُڑ گئیں۔

اور سب کافر قبیلے واپس گھروں کو بھاگ گئے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدینہ میں یہودیوں کے کئی قبیلے آباد تھے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہاں آتے ہی اُن کے ساتھ مُعاہدہ کر لیا تھا۔

مُعاہدے کی ایک بات یہ تھی کہ اگر کسی نے مدینہ پر حملہ کیا تو سب مل کر مقابلہ کریں گے۔

خندق والی جنگ کا موقع آیا تو یہودی یہ سمجھے کہ اب ساری دُنیا مخالف ہو گئی ہے تو مسلمان ختم ہو جائیں گے۔

وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر مدینے کو بچانے پر تیار نہ ہُوئے۔

جب حملہ کرنے والے کافر اپنے گھروں کو بھاگ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہودیوں کے ایک قبیلے سے پوچھا کہ انھوں نے معاہدے پر عَمَل کیوں نہیں کیا تھا۔

یہودیوں نے کہا کہ اَوس قبیلے کے سَعدؓ جو فیصلہ کریں' ہمیں منظور ہے۔

سعدؓ نے فیصلہ کیا کہ معاہدے کو توڑنے والے سب مَرد قتل کر دیے جائیں۔

یہودی قلعے میں بند ہو کر بیٹھ گئے۔

جب بھُوکوں مَرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے عورتوں، بچّوں اور بوڑھوں کو باہر نکلنے دیا۔

جنگ کرنے والے سب مارے گئے۔

ایک صحابیؓ اِس موقع پر شہید ہوئے۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن لوگوں کو سزا دی جنھوں نے معاہدے پر عَمَل نہ کیا تھا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ شریف مکّہ شریف سے ۴۵۰ کلو میٹر دُور ہے۔

اُس زمانے میں سَفَر کی سہولتیں بھی نہیں تھیں۔

سَفَر اُونٹوں پر ہوتے تھے۔

ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں کئی دِن لگتے تھے۔

صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خِدمت میں عَرض کیا:

کعبہ کو دیکھے بڑی مُدّت ہو گئی ہے۔

ہم اُسے دیکھنے کو ترس گئے ہیں۔

جی چاہتا ہے، وہاں جا کر عُمرہ کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ۱۴ سو صحابہؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مکہ کے قریب ایک جگہ رُک کر ایک صحابیؓ کو مکہ بھیجا۔

انھوں نے آکر بتایا کہ کافر تو ایک لشکر لے کر مسلمانوں کو روکنے کے لیے آرہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیغام بھیجا کہ ہم تو عُمرہ کرنے آئے ہیں۔ لڑنا نہیں چاہتے۔

حضرت عُثمانؓ یہ پیغام لے کر گئے۔

کسی نے مسلمانوں کو یہ خبر پہنچائی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ساتھیوں سے وعدہ لیا کہ اگر ایسا ہُوا ہے تو ہم بدلہ لیں گے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سچّی نہ تھی۔

اِس موقع پر صُلح کی گئی جسے "صُلح حُدَیبیّہ" کہتے ہیں۔

اس کی خاص بات یہ تھی کہ مسلمان اِس مرتبہ واپس چلے جائیں۔

اگلے سال آکر عُمرہ کریں، اور تین دن رہ کر واپس چلے جائیں۔

ظاہر یہ ہوتا تھا کہ کافروں کی باتیں مان لی گئی ہیں۔

لیکن اس صُلح کو اللہ تعالیٰ نے فتح قرار دیا۔

مسلمانوں کو اِس کا بہت فائدہ ہُوا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بہت سی اُونٹنیاں ایک جگہ تھیں۔

ایک کافر قبیلے کے کچھ لوگوں نے وہاں چھاپا مارا۔

جو صحابیؓ اونٹنیوں کی حفاظت کے لیے وہاں موجود تھے، انھیں کافروں نے شہید کر دیا۔

کافران کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔

بیس اُونٹنیاں بھی لے چلے۔

حضرت سلمہؓ ایک صحت مند لڑکے تھے، دوڑ میں اُن سے آگے کوئی نہیں نکل سکتا تھا۔

وہ اُس جگہ سے قریب تھے۔

اُنھیں اس واقعے کا پہلے عِلم ہو گیا۔

سلمہؓ کافروں کے پیچھے دَوڑے۔

جب کافر رک کر سلمہؓ کو تیر مارنے کی کوشش کرتے، تو یہ دُور بھاگ جاتے۔

وہ اس بھاگ دوڑ میں کسی قریبی ٹیلے پر چڑھ کر مسلمانوں کو اِس واقعے کی اِطّلاع بھی دیتے۔

اُنھوں نے بھاگ دوڑ کے ذریعے حملہ کرنے والوں کو اتنا تنگ کیا کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اونٹنیاں اور قیدی خاتون بھی بچ گئے۔

کافروں کی چادریں بھی گر گئیں جو مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ صحابہؓ کے ساتھ سلمہؓ کے پاس پہنچے تو وہ سب کچھ سمیٹے بیٹھے تھے۔

سلمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اگر آپ سَو آدمی مجھے دیں تو میں حملہ کرنے والے سب کافروں کو پکڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دُوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِجازت نہ دی۔

یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہجرت کیے سات سال ہونے والے تھے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بادشاہوں کو خط لکھے کہ وہ اِسلام قبول کرلیں۔

حبشہ میں مسلمان پہلے سے آباد تھے۔

بَعض واپس آگئے تھے لیکن بعض وہیں تھے۔

اُن کی اچّھی اچّھی باتوں اور اچّھے اچّھے کاموں کا بھی اَثر تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خط ملتے ہی وہاں کے بادشاہ نے تو اِسلام قبول کرلیا۔

رُوم کا بادشاہ دِل میں تو پیغام کی سچّائی کو مان گیا مگر اپنی عیسائی قوم سے ڈر گیا۔

اس نے اِسلام قبول کرنے کا اعلان نہ کیا۔

مِصْر کے بادشاہ نے قاصِد کی عِزّت کی، خط کا جواب دیا اور تحفے بھیجے۔

ایران کا بادشاہ خط کو دیکھ کر غُصّے میں آگیا۔

اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک خط پھاڑ دیا۔

اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گرفتار کرنے کا حکم بھی دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خط لے جانے والے ایران سے واپس آئے۔

انھوں نے تمام حالات بیان کیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بادشاہ نے میرا خط ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔ اُس کی حکومت بھی اِسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان تو اللہ کا فرمان ہوتا ہے۔

یہ کام اُسی طرح ہوا جیسے آپؐ نے فرمایا تھا۔

غسّان کے حاکم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بھیجے ہوئے آدمی کو شہید کروا دیا۔

یہ اُس کی طرف سے لڑائی کا پیغام تھا۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کی طرف فوج بھیجی۔

اِس طرح جو جنگ ہوئی اسے مُوتہ کی جنگ کہتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہودی حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں۔

مگر وہ اپنے نبی (علیہ السّلام) کی باتوں سے دُور بھاگتے تھے۔

بُرے بُرے کام کرتے تھے۔

یہودی ہمیشہ سازشوں میں شریک رہتے تھے۔

انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیے گئے سمجھوتوں پر عمل نہ کیا۔

مدینہ منوّرہ پر حملہ کرنے والوں سے لڑنے کے بجائے وہ اُن سے مل گئے۔

اِس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی قبیلے کو سخت سزا دی۔

دوسرے قبیلے نے کھُل کر مسلمانوں کی مخالفت نہ کی تھی، اس لیے وقتی طور پر سزا سے بچ گیا۔

مگر پھر سازشیں شروع کردیں۔

جب سازشوں کے ثبوت مل گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے اُن کو مدینہ سے نکال دیا۔

خیبر میں کئی مضبوط قلعے تھے۔

یہ پہلے سے یہودیوں کے قبضے میں تھے۔

جو یہودی مدینہ پاک سے نکلے' وہ بھی یہیں آ گئے۔ یہودیوں نے مل کر مدینہ منوّرہ پر حملہ کرنے کی تیّاریاں شروع کر دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو پتا چلا تو ڈیڑھ ہزار صحابہؓ کو لے کر اُن پر حملہ کیا۔

کئی قلعے فتح کر لیے۔

ایک قلعہ زیادہ مضبوط تھا۔ وہ کئی دن کی کوششوں سے فتح نہ ہُوا۔

آخر حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

کل ہم جھنڈا ایسے شخص کو دیں گے جس کے ہاتھوں قلعہ فتح ہو گا۔

جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا گیا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق قلعہ فتح ہو گیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

"صُلحِ حُدَیبیہ" کی شرط کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہجرت کے ساتویں سال عُمرہ کے لیے مکّہ تشریف لے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پچھلے سال جتنے آدمی صُلح میں شامل تھے' وہ سب عُمرے کے لیے ضرور چلیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مدینہ کے قریب ایک جگہ سے عُمرے کی تیاری فرمائی۔

یہاں حضرت علیؓ کا کنُواں ہے۔

مکہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے کندھے سے چادر ہٹا دی۔

اِحرام اُن دو چادروں کو کہتے ہیں جو مَرد اس موقع پر پہنتے ہیں۔

ان چادروں پر سلائی نہیں ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دایاں کندھا ننگا کیا اور صحابہؓ سے بھی ایسا ہی کرنے کو کہا۔

کعبہ کے پہلے چکّروں میں سب مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق' پنجوں کے بل چلے۔

بعد میں کندھا ڈھک لیا گیا۔

مقصد کفار کو یہ بتانا تھا کہ ہم کمزور نہیں ہیں۔

(اب قیامت تک مسلمان اِس سُنّت پر عمل کرتے ہیں تب عُمرہ ہوتا ہے۔)

عُمرہ کرنے کے لیے جو صحابہؓ آئے تھے' ان کی تعداد دو ہزار تھی۔

کُفّار سے مُعاہدہ تو ہو چکا تھا۔ پھر بھی کچھ لوگ ہتھیاروں کی حفاظت کے لیے رُکتے تھے۔ باقی عُمرہ کر آتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو دُشمن کے مقابلے میں اِحتیاط کرنا سِکھایا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

غسّان کے حاکم نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خط لانے والے کو شہید کر دیا۔

غسان شاہِ رُوم کے ماتحت تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتا چلا تو آپ نے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ جرنیل حضرت زیدؓ کو بنایا گیا۔

زیدؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام تھے۔

آپؐ نے انھیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔

آپؐ نے فرمایا:

اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو حضرت علیؓ کے بھائی جعفرؓ جرنیل ہوں گے۔ وہ شہید ہو گئے تو عبداللہؓ کو جرنیل بنانا۔

وہ بھی شہید ہو جائیں تو جسے چاہو' اپنا سالار بنا لینا۔

تین ہزار کا یہ لشکر گیا تو رومیوں کا ایک لاکھ کا لشکر مقابلے کو تیّار تھا۔

ایک مسلمان کے مقابلے میں ۳۳ رومی تھے۔
اُن کے پاس لڑائی کا سامان بھی بہت تھا۔
مقابلہ ہُوا۔
ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق تینوں جرنیل شہید ہوگئے۔
صحابہؓ نے خالدؓ کو اپنا سالار چُن لیا۔
حضرت خالدؓ پہلے تو دلیری سے مسلمانوں کو لڑاتے رہے۔
پھر عقل مندی سے انھیں جنگ سے بچا کر واپس لے آئے۔
حضرت خالدؓ نے لڑائی ہی اِس انداز سے لڑی کہ رُومیوں کے بھاری لشکر کو مسلمانوں کی واپسی کا پتا نہ چل سکا۔
جب دوسرے دن اُنھیں پتا چلا تو مسلمان سپاہی بہت دُور پہنچ چکے تھے۔

بہت زیادہ فوج کے مقابلے میں، عقل مندی سے اِس طرح واپس آجانا کہ واپسی میں ایک سپاہی بھی نہ مرے، بہت بڑی کامیابی ہوتی ہے۔

یہ واقعہ ہجرت سے ۸ سال ۲ ماہ بعد پیش آیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صُلحِ حُدَیْبِیَہ کو دو سال ہوئے تھے کہ کافروں نے یہ سمجھوتا توڑ دیا۔
انھوں نے مسلمانوں کے ایک دوست قبیلے کے کچھ لوگ قتل کر دیے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وعدے کی پابندی کا ہمیشہ خیال رکّھا۔ جو لوگ وعدے کرکے، سمجھوتا کرکے، معاہدہ کرکے اس کی پابندی نہ کریں، ان کو سزا ضرور ملنی چاہیے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خاموشی سے جنگ کی تیاری شروع کردی۔
ہجرت کو ساڑھے سات سال ہوگئے تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہؓ کے لشکر کو لے کر مکّہ مکرّمہ سے ڈیڑھ کلومیٹر دُور آٹھہرے۔
کافروں نے یہ بڑا لشکر دیکھا تو ڈر گئے۔

ایک آدھ جھڑپ کے سوا کافر مقابلہ ہی نہ کرسکے۔

مکّہ فتح ہوگیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان فرمایا:

آج جو آدمی اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا' اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔

آج جو خود آگے بڑھ کر نہیں لڑے گا' اس کے ساتھ لڑائی نہیں ہوگی'

آج جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا' وہ بھی امن میں ہوگا۔

مکہ کے کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اور صحابہؓ کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں' وہ انھیں یاد تھیں۔

انھیں یقین تھا کہ آج ان زیادتیوں کے بدلے میں انھیں مار ڈالا جائے گا۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کعبہ کی چوکھٹ پکڑ کر اعلان فرمایا:

آج کے دن سب کو معاف کیا جاتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مکّہ فتح ہوا تو آس پاس کے قبیلوں نے اسلام قبول کرنا شروع کردیا۔

لیکن دو قبیلے اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھ کر برداشت نہ کرسکے۔

انھوں نے آپس میں مشورہ کرکے اکٹھے مدینہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

وہ اپنی عورتوں کو بھی ساتھ لے چلے۔

مقصد یہ تھا کہ پیچھے ہٹنے کی کوئی صورت نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپ نے ایک صحابیؓ اُدھر روانہ کیا۔

وہ یہ اطلاع لائے کہ تیاری ہو رہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی مقابلے کی تیاری کی اور بارہ ہزار کا لشکر لے کر چلے۔

کافروں نے چھپ کر حملہ کردیا تو مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس وقت ایک شعر بھی پڑھا:

"میں نبی ہوں۔
میں جھوٹ نہیں بولتا۔
میں عَبْدُ الْمُطَّلِبْؓ کا بیٹا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سن کر مسلمان پلٹے اور کافروں پر سخت حملہ کر دیا۔

کافروں کو شکست ہوئی۔

بہت سے مارے گئے، بہت سے گرفتار ہوئے۔

قیدیوں میں شیماؓ بھی تھیں۔

شیما حضرت حلیمہؓ کی بیٹی تھیں۔

حضرت حلیمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیماؓ کی وجہ سے سب گرفتار رِہا کر دیے۔

سارا مال واپس کر دیا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

مُوتہ کی جنگ میں مسلمان دُور سے آئے تھے۔

رُومی بہت زیادہ تھے۔

اُن کے پاس لڑائی کا سامان بھی بہت تھا۔

اور مسلمان رُومیوں سے کوئی خاص نقصان اُٹھائے بغیر واپس بھی چلے گئے تھے۔

اِس پر رومیوں کو بہت غُصّہ تھا۔

وہ بدلہ لینے کی باتیں کرتے رہتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتا چلا تو آپ نے تیّاری کا حکم دِیا۔

یہی وہ وقت تھا جب حضرت صِدّیق رضی اللہ عنہُ اپنے گھر کا سارا سامان لے آئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

صدّیق! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟

عرض کیا:

"اللہ اور اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۳۰ ہزار صحابہؓ کو ساتھ لیا اور تبوک پہنچ گئے۔

وہاں پہنچ کر معلوم ہُوا کہ عیسائیوں کے حملے کی خبر غلط تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں بیس دن رہے۔

آس پاس کے کچھ عیسائی حاکموں نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی۔

تبوک میں اتنے دن ٹھہرنے پر بھی مُوتہ کا بدلہ لینے کی کسی تیّاری کا پتا نہ چلا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کو لے کر واپس مدینہ منوّرہ آ گئے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منوّرہ آئے ہُوئے نواں سال تھا۔

اسلام کی خبریں دور دور تک پھیل رہی تھیں۔

لوگ تجارت کے سلسلے میں مدینہ منوّرہ آتے'

مسلمانوں کا رہن سہن دیکھتے۔

قرآن شریف کی آیتیں سُنتے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سُنتے۔

پھر اپنے قبیلے کو بتاتے'

اور جہاں کہیں جاتے' یہ خبریں پہنچاتے۔

پچھلے سال مکّہ بھی مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا۔

سارے عَرَب قبیلے مل کر جنگِ خندق میں مسلمانوں کو ختم کر دینے کی کوشش کر چکے تھے۔

بُتوں کو ماننے والے ذلیل ہو رہے تھے۔
ایک خدا کی عبادت کرنے والے چھائے جا رہے تھے۔
لگ رہا تھا کہ اب یہ دین سب جگہ چھا جائے گا'
اِسلام کو اچھی طرح جاننے' سمجھنے کی ضرورت آ پڑی۔
قبیلوں نے اپنے عقل مند لوگوں کو مدینہ منوّرہ بھیجنا شروع کیا۔
انھوں نے دین کی باتیں پُوچھیں' حالات دیکھے اور واپس جا کر قبیلے والوں کو بتایا۔
جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کے پاس حاضر ہوتے'
آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کی باتیں سُنتے'
حق اُن پر اَثر کرتا'
اور وہ مسلمان ہو جاتے تھے۔
اِس طرح اِسلام دُور دُور تک پھیل گیا۔
ہجرت کا ۹واں سال اِسی طرح گزرا۔
اِس سال سَتّر (۷۰) سے زیادہ قبیلوں کے وفد مدینہ منوّرہ آئے
زیادہ تر اِسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر گئے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کو مدینہ منوّرہ آئے ساڑھے نو سال ہُوئے۔
آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم نے حج کرنے کا اِرادہ فرمایا۔
یہ مدینہ منوّرہ سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کا پہلا حج تھا۔ یہی آخری حج بھی تھا۔
یہ خبر پھیلی تو عَرَب کے دور دراز کے قبیلے بھی حج کی تیّاری کرنے لگے۔
جو مدینہ منوّرہ سے قریب تھے' یہاں آ گئے۔
جو دور تھے' وہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔
مدینہ منورہ کے آس پاس خیموں کا شہر آباد ہو گیا۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم حج کے لیے تیّار ہُوئے'
قربانی کے جانوروں کو ساتھ لیا۔
صحابہؓ اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کے ساتھ تھے۔
آٹھ دن کے سفر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم مکّہ مکرّمہ پہنچے۔

حج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا:

ایک دوسرے کا مال نہ کھانا!

ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا!

میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اِس سال کے بعد مَیں بھی شاید تم سے یہاں نہ مل سکوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے چھوٹے چھوٹے فِقروں میں اِسلام کا خلاصہ بیان فرما دیا'

پھر فرمایا:

میرے مُتعلّق تم سے پوچھا جائے گا تو کیا کہو گے؟

صحابہؓ نے عرض کی:

یَا رَسُولَ اللہ (صَلّی اللہُ عَلیکَ وَسَلَّم) آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔

اِنسانوں کی بھلائی فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے آسمان کی طَرَف نگاہ اٹھائی اور کہا:

اے اللہ! تُو گواہ رہنا!

اِس کے بعد جبرئیل علیہ اسلام آئے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام تھا:

"آج مَیں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمّل کر دیا"۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دین کے دشمنوں اور اپنی جان کے دشمنوں کو مُعاف فرمایا۔

بَدر کی جنگ میں اَبُوجَہل مارا گیا تو اَبُوسُفیان کافروں کا سَردار بنا۔

مکہ کی فتح تک وہ دشمنی کی ہر حَد سے گزُرا۔

مگر اُس دِن حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جہاں سب کافروں کو معاف فرما دِیا' وہاں فرمایا:

جو شخص اَبُوسُفیان میں گھر چلا جائے' اُسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔

ہجرت کے سفر میں سُراقہ قتل کرنے آیا اور مُعاف کر دِیا گیا۔

کوئی ایک واقعہ تو نہیں'

سَیکڑوں واقعے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے تکلیف پہنچانے والوں کو چھوڑ دیا۔

اور دین کے دشمنوں سے بدلہ نہیں لِیا۔

مدینہ کے سب سے بڑے سازشی کے مَرنے پر اُس کے لیے دُعا فرما دی،

اس کے لیے اپنی قمیص عطا فرما دی،

اُس کے جنازے کی نماز پڑھا دی۔

مکہ مکرمہ کی فتح کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سولہ مُجرموں کو قتل کی سزا سنائی۔

فرمایا: اِن کے جرم ایسے ہیں کہ یہ جہاں ملیں، انھیں مار ڈالو۔

ان سولہ میں سے تیرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں مُعاف فرما دیا۔

صرف تین بدقسمت نکلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔

اور قتل کر دیے گئے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ دشمنوں سے بدلہ لینے کے بجائے اُنھیں مُعاف کر دیں۔

اللہ مُعاف کر دینے والوں کو پسند کرتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچّوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔

ان کے سَر پر ہاتھ پھیرتے،

اُنھیں گود میں اُٹھاتے،

اُن کے حق میں دُعا فرماتے،

اُنھیں اپنی سواری پر سوار کراتے،

بچّے بھاگے بھاگے آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لپٹ جاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچّوں کو بہلانے کے لیے ہلکا پھلکا مذاق بھی فرماتے تھے۔

کوئی پھل یا کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو سب سے پہلے، سب سے چھوٹے بچّے کو عطا فرماتے۔

کوئی بچّہ یا بچّی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تو آپ اس کا ہاتھ نہیں جھٹکتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے کسی بچے کو رونے کی آواز آتی تو آپ نماز جلدی ختم فرمادیتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک بار اپنی نواسی اُمامہ کو گود میں اُٹھائے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور اِسی طرح نماز پڑھائی۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدے میں تھے کہ آپ کے پیارے نواسے حضرت حسینؓ آپ پر سوار ہو گئے۔ آپ نے سجدہ ہی لمبا فرمادیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچّوں کے ساتھ گُھل مِل جاتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زیدؓ کے بیٹے اُسامہؓ کو اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ' انھی کی طرح پیار فرمایا۔

اُس وقت عَرَب میں خاندانی لوگ اپنی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِس رَسْم کو ختم کر دیا۔

بچّیوں کے ساتھ اچّھا سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی۔

فرمایا کہ یتیم بچّوں بچّیوں کے ساتھ زیادہ محبّت کا برتاؤ کرو۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مدینہ منوّرہ میں آئے دَس سال ہو رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بُخار آگیا۔

کچھ دنوں کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہو گئی'

کمزوری بہت بڑھ گئی'

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت صِدّیقؓ کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حُکم دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام غلام آزاد فرمادیے۔

گھر میں جو تھوڑی بہت رقم موجود تھی' اللہ کی راہ میں دے دی' غریبوں میں بانٹ دی۔

اِن آخری دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہؓ کے حُجرے میں تھے'

وہ حضرت صِدّیقؓ کی پیاری بیٹی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیوی تھیں۔

ہماری محترم ماں!

حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کا نام لیا اور اللہ سے جا ملے۔
اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عُمرِ مُبارک ۶۳ سال تھی۔
حضرت علیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غسل دیا اور کفن پہنایا۔
حُجرے میں جگہ کم تھی۔
تھوڑے تھوڑے صحابہؓ اندر جاتے اور جنازہ پڑھتے رہے۔
پہلے مَردوں نے جنازہ پڑھا۔
پھر عورتوں کی باری آئی۔
پھر بچّوں نے آخر میں غلاموں نے جنازہ پڑھا۔
وہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دفن کیا گیا۔
وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس دن سے موجود ہیں، دنیا کی ہر جگہ سے اچھی ہے۔
وہاں دن رات مسلمان، مرد، عورتیں، بچّے بھی درود پڑھتے ہیں،
وہاں دن رات فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں،
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمۡ!

ماہنامہ "نعت" کے گزشتہ شمارے

۱۹۸۸ء حمدِ باری تعالیٰ۔ نعت کیا ہے۔ مدینۃُ الرسول ﷺ (اول و دوم)۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (اول و دوم)۔ نعتِ قدسی۔ غیر مسلموں کی نعت۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارف۔ میلادُالنّبی ﷺ (اول، دوم، سوم) ۱۳۴۴ صفحات

۱۹۸۹ء لاکھوں سلام (اول و دوم)۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (دوم)۔ معراجُ النّبی ﷺ (اول و دوم)۔ غیر مسلموں کی نعت (دوم) کلامِ ضیا القادری (اول و دوم)۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (سوم)۔ درود و سلام (اول، دوم، سوم) ۱۳۴۴ صفحات

۱۹۹۰ء حسن رضا بریلوی کی نعت۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (سوم)۔ درود و سلام (چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم)۔ غیر مسلموں کی نعت (سوم)۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (چہارم)۔ وارثیوں کی نعت۔ آزاد بیکانیری کی نعت (اول)۔ میلادُالنّبی (چہارم) ۱۳۴۴ صفحات

۱۹۹۱ء شہیدانِ ناموسِ رسالت (اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم)۔ غریب سہارنپوری کی نعت۔ نعتیہ مسدّس۔ فیضانِ رضا۔ عربی ادب میں ذکرِ میلاد۔ سراپائے سرکار ﷺ۔ اقبال کی نعت۔ حضور ﷺ کا بچپن ۱۳۴۴ صفحات

۱۹۹۲ء نعتیہ رباعیات۔ آزاد بیکانیری کی نعت (دوم)۔ نعت کے سائے میں۔ پیر کے دن کی اہمیت (اول، دوم، سوم)۔ غیر مسلموں کی نعت (چہارم)۔ آزاد نعتیہ نظم۔ سیرتِ منظوم۔ سراپائے سرکار ﷺ (دوم)۔ سفرِ سعادت منزلِ محبّت (اشاعتِ خصوصی) ۱۳۴۴ صفحات

۱۹۹۳ء ۹۲۔ عربی نعت اور علامہ نبہانیؒ۔ ستار وارثی کی نعت۔ حضور ﷺ اور بچّے۔ حضور ﷺ کے سیاہ فام رُفقا۔ بہزاد لکھنوی کی نعت۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (چہارم)۔ نعت ہی نعت (اول)۔ یا رسولُ اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین۔ تسخیرِ عالمین اور رحمتہٌ للعالمین ﷺ (اشاعتِ خصوصی) ۱۳۶۰ صفحات

۱۹۹۴ء محمد حسین فقیر کی نعت۔ نعت ہی نعت (دوم، سوم) تضمینیں۔ حضور ﷺ کی معاشی زندگی۔ اختر الحامدی کی نعت۔ مدینۃُ الرسول ﷺ (سوم)۔ شفیع بریلوی و جمیل نظر کی نعت۔

بے چین رجپوری کی نعت۔ نورٌ علیٰ نور۔ معراج النبی ﷺ (سوم) ۱۳۴۴ صفحات

۱۹۹۵ء حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ۔ استغاثے۔ نعت ہی نعت (چہارم، پنجم)۔ نعت کیا ہے (دوم، سوم، چہارم)۔ کافی کی نعت۔ انتخابِ نعت۔ خواتین کی نعت گوئی (اشاعتِ خصوصی) غیر مسلموں کی نعت گوئی (اشاعتِ خصوصی) ۱۸۷۸ صفحات

۱۹۹۶ء لطف بریلوی کی نعت۔ نعت ہی نعت (ششم)۔ ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ۔ سرکار ﷺ دی سیرت۔ حضور ﷺ کے لیے لفظ "آپ" کا استعمال۔ ظہورِ قدسی۔ مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے۔ ضلع اٹک کے نعت گو۔ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ حصّہ اول (اشاعتِ خصوصی)۔ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ حصّہ دوم (اشاعتِ خصوصی) ۱۷۹۴ صفحات

۱۹۹۷ء شہرِ کرم (مصطفیٰ ﷺ نگر)۔ نعت ہی نعت (ہفتم)۔ ہُوا یہ کہ۔۔۔ جوہر میرٹھی کی نعت۔ حضور ﷺ داوَیریاں نال سلوک۔ دربارِ رسول ﷺ سے اعزاز یافتہ خواتین۔ احمد رضا بریلوی کی نعت۔ مدیحِ سرکار ﷺ۔ گجرات کے پنجابی نعت گو شعرا۔ تہنیت النسا تہنیت کی نعت۔ اردو نعت اور عساکرِ پاکستان۔ ڈاکٹر فقیر کی نعتیہ شاعری۔ ۱۳۶۰ صفحات

۱۹۹۸ء نزولِ وحی۔ ضلع گجرات کے اردو نعت گو شعرا۔ قطعاتِ نعت۔ نعت ہی نعت (ہشتم)۔ ہجرتِ حبشہ۔ عبدالقدیر حسرت کی حمد و نعت۔ ماہنامہ "نعت" کے اداریے۔ نعت اور ضلع سرگودھا کے شعرا۔ حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ۔ نعت ہی نعت (نہم)۔ ماہنامہ "نعت" کے دس سال (اشاعتِ خصوصی) ۱۵۶۰ صفحات

۱۹۹۹ء کراچی کے شعراءِ نعت۔ حقیر فاروقی کی نعت۔ نعتیہ تبرّکات۔ سرکار دی جنگی زندگی۔ مکّی زندگی کے مسلمان۔ حمید صدیقی کی نعت گوئی۔ مخمساتِ نعت۔ نعت ہی نعت (دہم)۔ امیر مینائی کی نعت۔ عابد بریلوی کی نعت۔ تحفظِ ناموسِ رسالت (اشاعتِ خصوصی) ۱۳۲۰ صفحات

----- بارہ برسوں میں ماہنامہ "نعت" کے ۲۳۴۷ا صفحات چھپے -----

۲۰۰۰ء جنوری (اعزاز یافتہ صحابہؓ) فروری (موجِ نور) مارچ (سرزمینِ محبّت) اپریل (ہمارے حضور ﷺ کی زندگی) مئی، جون (شعبِ ابی طالب)

راجا رشید محمود کی مطبوعہ تصانیف / تالیفات

۱۔ ورفعنا لک ذکرک (پہلا اردو مجموعۂ نعت) ۱۹۷۷، ۱۹۸۸، ۱۹۹۳ (۱۳۰ صفحات)

۲۔ حدیثِ شوق (دوسرا اردو مجموعۂ نعت) ۱۹۸۲، ۱۹۸۴، ۱۹۸۶ (۱۷۶ صفحات)

۳۔ منشورِ نعت (اردو پنجابی نعتیہ فردیات) ۱۹۸۸ (۱۷۶ صفحات)

۴۔ سیرتِ منظوم (بصورتِ قطعات) ۱۹۹۲ (۱۲۸ صفحات)

۵۔ ۹۲ (نعتیہ قطعات) ۱۹۹۳ (۱۱۲ صفحات)

۶۔ شہرِ کرم (ہر شعر میں مدینہ منورہ کا ذکر) ۱۹۹۶ (۱۹۲ صفحات)

۷۔ مدیحِ سرکار ﷺ۔ ۱۹۹۷ (۱۲۸ صفحات)

۸۔ قطعاتِ نعت (۳۹۶ قطعات) ۱۹۹۸ (۱۱۰ صفحات)

۹۔ حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ (ہر شعر میں درودِ پاک کا ذکر) ۱۹۹۸ (۱۵۳ صفحات)

۱۰۔ مخمساتِ نعت (پچاس نعتیہ مخمسات) ۱۹۹۹ (۱۱۲ صفحات)

۱۰(الف)۔ "منظومات" کے پہلے ۳۲ صفحات پر بھی نعتیں ہیں۔

۱۱۔ حق دی تائید (پہلا پنجابی مجموعۂ نعت) ۱۹۵۶۔ (۸ صفحات)

۱۲۔ نعتاں دی ڈالی (صدارتی ایوارڈ یافتہ) ۱۹۸۵، ۱۹۸۷ (۱۹۲ صفحات)

۱۲(الف)۔ "منشورِ نعت" کے صفحہ ۱۳۳ تا ۱۷۴ پر پنجابی فردیات ہیں۔

۱۳۔ پاکستان میں نعت (تحقیق / تذکرہ) ۱۹۹۳ (۲۲۴ صفحات)

۱۴۔ غیر مسلموں کی نعت گوئی (تحقیق / تذکرہ) ۱۹۹۳ (۴۰۰ صفحات)

۱۵۔ خواتین کی نعت گوئی (تحقیق / تذکرہ) ۱۹۹۵ (۴۳۶ صفحات)

۱۶۔ نعت کیا ہے؟ ۱۹۹۵ (۱۱۲ صفحات)

۱۷۔ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ اول۔ ۱۹۹۶ (۴۰۸ صفحات)

۱۸۔ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ دوم۔ ۱۹۹۷ (۴۰۰ صفحات)

۱۸(الف)۔ ضخیم انتخاب "نعت کائنات" کا تحقیقی مقدّمہ بڑے سائز کے ۸۰ صفحات (۳۵۵۰ سطور) پر مشتمل ہے۔

۱۸(ب)۔ ماہنامہ نعت کے مختلف شماروں اور دیگر رسائل و جرائد میں بیسیوں مقالات و مضامین شائع ہوئے۔

۱۹۔ مدحِ رسول ﷺ (انتخابِ نعت۔ بچوں کے لیے) ۱۹۷۳ (۱۹۸ صفحات)

۲۰۔ نعتِ خاتم المرسلین ﷺ (انتخابِ نعت) ۱۹۸۲، ۱۹۸۸، ۱۹۹۳ (۱۹۳ صفحات)

۲۱۔ نعتِ حافظ (حافظ پیلی بھیتی کی نعتوں کا انتخاب) ۱۹۸۷ (۲۷۶ صفحات)

۲۲۔ قلزمِ رحمت (امیر مینائی کی نعتوں کا انتخاب) ۱۹۸۷ (۹۶ صفحات)

۲۳۔ نعت کائنات (اصنافِ سخن کے اعتبار سے ضخیم انتخاب) مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ۔ ۷،۱۰۲ نعتیہ منظومات۔ جنگ پبلشرز کے زیر اہتمام۔ چار رنگا طباعت۔ ۱۹۹۳ (۸۲۱ صفحات بڑا سائز)

۲۴۔ جنوری ۱۹۸۸ سے ماہنامہ "نعت" کی باقاعدہ اشاعتوں میں بیسیوں موضوعات اور بہت سے شعرا کی نعتوں کا انتخاب
(ماہنامہ نعت دسمبر ۱۹۹۹ تک کے پہلے بارہ برسوں میں ۱۷،۳۴۴ صفحات شائع کر چکا ہے)

۲۴ (الف)۔ ماہنامہ "نعت" (دسمبر ۱۹۹۵) میں اردو کے اُس وقت تک شائع ہونے والے منتخباتِ نعت کا تذکرہ/ تجزیہ و محاکمہ ہے

۲۵۔ نزولِ وحی (تحقیق)۔ ۱۹۹۸ (۱۳۲ صفحات)

۲۶۔ شعبِ ابی طالب (موضوع پر پہلا تحقیقی تجزیہ) ۱۹۹۹ (۲۱۶ صفحات)

۲۷۔ تسخیرِ عالمین اور رحمت للعالمین ﷺ۔ ۱۹۹۳ (۲۵۶ صفحات)

۲۸۔ حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ۔ ۱۹۹۵ (۲۵۶ صفحات)

۲۹۔ میرے سرکار ﷺ (مضامینِ سیرت) ۱۹۸۷ (۱۴۴ صفحات)

۳۰۔ حضور ﷺ اور بچے۔ ۱۹۹۳ (۱۱۲ صفحات)

۳۱۔ درود و سلام۔ ۱۹۹۳ سے ۱۹۹۹ تک دس ایڈیشن چھپے (۱۲۸ صفحات)

۳۲۔ قرطاسِ محبت (حُبِّ رسول ﷺ کے مظاہر) ۱۹۹۲ (۱۴۴ صفحات)

۳۳۔ میلادِ مصطفیٰ ﷺ۔ ۱۹۹۱ (۴۸ صفحات)

۳۴۔ عظمتِ تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ۔ ۱۹۹۱ (۳۲ صفحات)

۳۵۔ احادیث اور معاشرہ۔ ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸۔ بھارت میں بھی چھپی (۱۹۲ صفحات)

۳۶۔ ماں باپ کے حقوق۔ ۱۹۸۵، ۱۹۹۳ (۱۱۲ صفحات)

۳۷۔ منظومات (نعتیں، مناقب، نظمیں) ۱۹۹۵ (۱۶۰ صفحات)

۳۸۔ راج دُلارے (بچوں کے لیے نظمیں) ۱۹۸۵، ۱۹۸۷، ۱۹۹۱ (۹۶ صفحات)

۳۹۔ حمد و نعت (تدوین) ۲۹ مضامین، ۴۹ منظومات۔ ۱۹۸۸ (۲۲۴ صفحات)

۴۰۔ میلادالنبی ﷺ (تدوین) ۱۲ مضامین، ۸۰ میلادیہ نعتیں۔ ۱۹۸۸ (۳۳۶ صفحات)

۴۱۔ مدینۃُ النبی ﷺ (تدوین) ۱۲ مضامین، ۵۷ منظومات۔ ۱۹۸۸ (۲۲۴ صفحات)

۴۲۔ سفرِ سعادت منزلِ محبت (سفرنامۂ حجاز) ۱۹۹۲ (۲۲۴ صفحات)

۴۳۔ دیارِ نور (سفرنامۂ حجاز) ۱۹۹۵ (۱۱۲ صفحات)

۴۴۔ سرزمینِ محبّت (سفرنامۂ حجاز) ۱۹۹۹ (۱۱۲ صفحات)

۴۵۔ اقبالؒ و احمد رضاؒ مدحت گرانِ پیغمبر ﷺ۔ ۱۹۷۷، ۱۹۷۹، ۱۹۸۲۔ انڈیا میں بھی چھپی (۱۱۲ صفحات)

۴۶۔ اقبالؒ قائدِ اعظمؒ اور پاکستان۔ ۱۹۸۳، ۱۹۸۷ (۱۶۰ صفحات)

۴۷۔ قائدِ اعظمؒ۔۔۔ افکار و کردار۔ ۱۹۸۵ (۱۶۰ صفحات)

۴۸۔ تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ (تاریخی و تحقیقی جائزہ) ۱۹۸۲، ۱۹۸۶، ۱۹۹۴ (۳۶۴ صفحات)

۴۹۔ ترجمہ الخصائص الکبریٰ جلد اول و دوم (از علّامہ سیوطیؒ) ۱۹۸۲ (۱۰۰۶ صفحات)

۵۰۔ ترجمہ فتوح الغیب (از حضرت غوث اعظمؒ) ۱۹۸۳ (۱۵۷ صفحات)

۵۱۔ ترجمہ تعبیر الرؤیا (منسوب بہ امام سیرینؒ) ۱۹۸۲ (۲۰۸ صفحات)

۵۲۔ نظریۂ پاکستان اور نصابی کتب (تدوین و ترجمہ) ۱۹۷۱ (۳۶۴ صفحات)

(مندرجہ بالا مطبوعہ کتب کے مجموعی صفحات = ۱۱،۲۴۴)
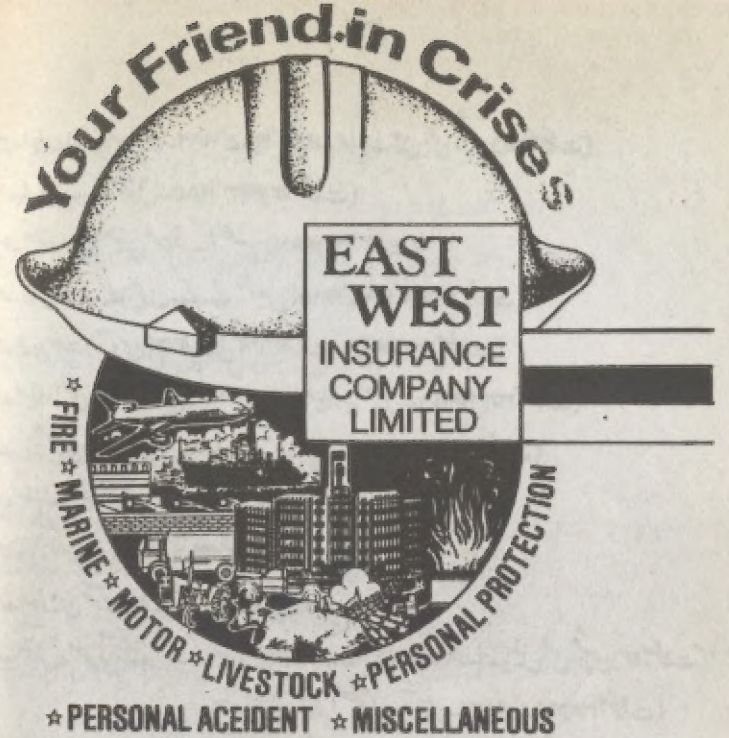
خطباتِ سیرت
محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کے موضوع پر
ممتاز محقق و مصنف
راجا رشید محمود
ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور
رکن ناموسِ مصطفیٰ ﷺ ایکشن کمیٹی
رکن ایوانِ درود و سلام
کا ماہانہ سلسلہ وار خطاب
قائدِ اعظم لائبریری
باغِ جناح۔ شاہراہ قائدِ اعظم۔ لاہور
صدارت:
حافظ فیاض احمد
(ادارہ معارف نعمانیہ)
نواں اجلاس
8 اپریل 2000 (ہفتہ)
اجلاس ٹھیک 3 بجے شروع ہوگا اور ٹھیک 5 بجے ختم ہو جائے گا
تلاوت
امجد علی
نعتِ رسول ﷺ
محمد ثناء اللہ بٹ
محمد ارشد قادری
سید محمد رضا زیدی
نظامت
اظہر محمود
خواتین و حضرات اور طلبہ و طالبات کو دعوتِ عام
انٹرنیشنل سیرت فورم
صدر دفتر: غازی لاچیمبر' 30- میکلیگن روڈ' لاہور
7321716
دفتر رابطہ: جامع مسجد کمپلیکس جنید ظفر۔ کینال برج۔ اپر مال۔ لاہور
5761996

CPL 106

Monthly *Naat* Lahore